'تحفظ حقوق ماورائے صنف قانون'؟

مفتی منیب الرحمان ○

گذشتہ جون میں امریکا کے سفر میں اعلیٰ تعلیم یافتہ پاکستانی پروفیشنلز سے طویل نشست ہوئی۔ اس دوران بہت سے مسائل پر تفصیلی گفتگو اور تبادلۂ خیالات کا موقع ملا۔ ان احباب میں عالمی شہرت یافتہ آئی سرجن ڈاکٹر خالد اعوان صاحب بھی شامل تھے۔ وہ الحمدللہ، تفسیر وحدیث اور اسلام کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں، نیز عہدِ حاضر میں قرآن وحدیث کی تطبیق (application) کا عمدہ ذوق بھی رکھتے ہیں۔ ان مجلسوں میں زیرِ بحث امور کے دوران میں پاکستانی پارلیمنٹ سے منظور کردہ بعنوان Transgender Persons (Protection of Rights) Act 2018 [ماورائے صنف (تحفظ حقوق) قانون ۲۰۱۸ء] بھی زیرِ بحث آیا۔

پہلے یہ قانون ایک بل کی شکل میں ۷ مارچ ۲۰۱۸ء کو سینیٹ آف پاکستان نے منظور کیا تھا، جسے چار سینیٹروں: روبینہ خالد (پیپلز پارٹی، خیبر پختونخوا)، روبینہ عرفان (مسلم لیگ، ق، بلوچستان)، کلثوم پروین (مسلم لیگ، ن، بلوچستان) اور سینیٹر مسٹر کریم احمد خواجہ (پیپلز پارٹی، سندھ) نے پیش کیا تھا۔ ہر قانون کی طرح بظاہر یہ بل بھی 'تحفظِ حقوق' کے نام پر پیش کیا گیا، لیکن اس کے پیچھے LGBT (Lesbians, Gays, Bisexual and Transgender) نامی عالمی تنظیم کا ایجنڈا ہے۔

یاد رہے کہ فضا بنانے کے لیے 'ایل جی بی ٹی گروپ' کے زیر اثر این جی اوز نے چند سال پہلے 'تنظیم اتحادِ امت' کے زیر انتظام بعض علما سے یہ فتویٰ حاصل کیا تھا: ''ایسے خواجہ سراؤں کے ساتھ کہ جن میں مردانہ علامات پائی جاتی ہیں، عام عورتیں اور ایسے خواجہ سراؤں کے ساتھ جن میں

○ صدر تنظیم المدارس، اہلِ سنت پاکستان اور صدر نشین رؤیت ہلال کمیٹی، پاکستان

نسوانی علامات پائی جاتی ہیں، عام مرد نکاح کر سکتے ہیں۔ اور ایسے خواجہ سرا کہ جن میں مرد و زن دونوں علامتیں پائی جاتی ہیں، انھیں شریعت میں خُنثیٰ مشکل کہا جاتا ہے، ان کے ساتھ کسی مرد و زن کا نکاح جائز نہیں ہے۔[پھر یہ کہ] خواجہ سراؤں کا جایداد میں حصّہ مقرر ہے''۔[۱] ہمیں حُسنِ ظن ہے کہ ان مفتیانِ کرام نے مذکورہ اُمور کو نہ تو پوری معنویت کے ساتھ پڑھا اور سمجھا ہوگا، اور نہ انھیں اس کے محرکات اور مابعد اثرات کا اندازہ ہوگا۔ ایک بڑی واضح سی بات ہے کہ جس شخص میں مردانہ خصوصیات وعلامات پائی جاتی ہیں، وہ مرد ہے اور جس میں زنانہ خصوصیات وعلامات پائی جاتی ہیں، وہ عورت ہے، اس پر خواجہ سرا کا اطلاق بے معنی ہے۔ تاہم مرد خصوصیات اور عورت خصوصیات والے ماورائے صنف الگ الگ لوگ بھی ہوتے ہیں۔

امریکا میں مذکورہ بالا اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کے بقول: ''ہم جنس پسندوں کے 'ایل جی بی ٹی گروپ' نے بعض عالمی ذرائع ابلاغ پر مذکورہ بالا فتوے کو اپنی 'فتح' سے تعبیر کیا اور کہا: ''مسلم علما نے 'ماورائے صنف افراد' (Transgenders) کے حقوق تسلیم کر لیے ہیں''۔ لندن کے معروف اخبار دی تیلی گراف نے لکھا: ''پاکستان میں 'ماورائے صنف افراد' کا اب تک آپس میں شادی کرنا ممکن نہیں تھا، کیونکہ وہاں عملِ قومِ لوط کے مرتکب افراد کو باہم شادی پر عمر قید کی سزا دی جاتی ہے''۔[۲] یعنی تیلی گراف نے 'ہیجڑہ' کا ترجمہ 'Transgender' کر کے فتویٰ کو عملِ قومِ لوط کے ہر قسم کے عمل کے جواز اور اجازت پر محمول کر دیا۔ یاد رہے LGBT آرگنائزیشن کے نام میں L=Lesbian سے مراد ہم جنس زدہ مَساحقہ عورتیں ہیں اور G=Gays سے مراد ہم جنس زدہ مرد ہیں، B=Bisexual سے مراد جو مرد اور عورت دونوں سے جنسی تعلق رکھیں، اور T=Transgender سے مراد خواجہ سرا ہیں۔ عام طور پر LGBT سے 'ہم جنس پسند' مراد لیے جاتے ہیں۔ پھر ان کے لیے

---

[۱] اس فتوے پر لاہور کے ۵۰ علما و مشائخ کے دستخطوں کا تذکرہ ہے، جن میں دو تین ناموں کے علاوہ دیگر حضرات غیر معروف اور منصبِ افتا پر فائز نہیں ہیں۔ اخبار کے مطابق فتویٰ دینے والے حضرات میں یہ نام شامل ہیں: عمران حنفی، پیر کرامت علی، ابوبکر اعوان، مسعود الرحمان، طاہر تبسم قادری، خلیل یوسفی، گل عتیقی، گلزار نعیمی، انتخاب نوری، عبدالستار سعیدی، خضر الاسلام وغیرہ۔ (ڈیلی *Dawn*، ۲۷ جون ۲۰۱۶ء)

[۲] ۲۷ جون ۲۰۱۶ء کو برطانیہ کے معروف اخبارات میں خبر کی اشاعت ہوئی۔ اسی خبر کو رائٹر نے پھیلایا اور بی بی سی نے اگلے روز انگریزی بلیٹن میں رپورٹ نشر کی۔ (ادارہ)

دو اور اصطلاحیں بھی استعمال ہوتی ہیں:

ایک 'زنخا' یا 'اُختہ' کو انگریزی میں Eunuch کہتے ہیں۔ یہ لوگ مردانہ جنسی اعضا کے ساتھ پیدا ہوئے، مگر بلوغت سے پہلے جنسی اعضا کو خصی کر دیا، یا کٹوا ڈالتے ہیں۔

اور Hermaphrodite پیدایشی طور پر جدا صفات کا حامل ہوتا ہے، جس میں دونوں اصناف کی مرکب علامات پائی جاتی ہیں، اور یہ بہت نایاب قسم ہے۔

جب کہ 'ماورائے صنف' (Transgender) کا مطلب ہے: ''وہ افراد جو پیدایشی طور پر جنسی اعضا یا علامات کے اعتبار سے مرد یا عورت کی مکمل صفات رکھتے ہیں، مگر بعد میں کسی مرحلے پر مرد اپنے آپ کو عورت اور عورت اپنے آپ کو مرد بنانے کی خواہش میں، ان جیسی عادات واطوار اور لباس اختیار کر لیتے ہیں اور پھر تبدیلی کے لیے ڈاکٹروں کی مدد بھی حاصل کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں تو ڈاکٹر، مرد کو عورت کے اور عورت کو مرد کے ہارمونز بھی کچھ عرصے کے لیے استعمال کراتے ہیں۔ کچھ مزید آگے بڑھ کر پلاسٹک سرجری سے نسوانی ساخت تک بناتے ہیں۔ اسی طرح مردانہ ہارمونز کے ذریعے عورت کی جسمانی ساخت وخصوصیات میں تبدیلیاں رُونما ہوتی ہیں۔ اس سے نہ تو مرد میں عورت کی پوری استعداد پیدا ہوتی ہے کہ ان کے ہاں بچّے پیدا ہونے لگیں اور نہ عورت میں مرد کی سی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ مگر آج مغرب میں حیرت انگیز طور پر یہ شغل رواج پا رہا ہے۔

اسی فعل کو قرآن کریم نے 'تغییرِ خَلق' سے تعبیر کیا ہے۔ جب ازراہِ تکبر وحسد ابلیس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اسے راندۂ درگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

● تو جنت سے نکل جا، بے شک تو راندۂ درگاہ ہے اور بے شک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔ (الحجر ۱۵: ۳۴-۳۵) ● شیطان نے قسم کھاتے ہوئے کہا: میں تیرے بندوں میں سے ایک معیّن حصّہ ضرور لوں گا، ان کو لازماً گمراہ کروں گا، ان کو ضرور (جھوٹی) آرزوؤں کے جال میں پھنساؤں گا، انھیں ضرور حکم دوں گا تو وہ چوپایوں کے کان کاٹیں گے اور انھیں لازماً حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی ساخت کو بگاڑ دیں گے۔ (النساء ۴:۱۱۸-۱۱۹) ● اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے لوگو!) اپنے آپ کو اللہ کی بنائی ہوئی اس خلقت پر قائم رکھو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے،

اللہ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، (الروم ۳۰:۳۰)___ پھر اسی بات کو حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے: ''ہر بچہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے''۔(بخاری:۱۳۵۸)

قدرتی طور پر کسی کا مُخنّث یا ہیجڑا پیدا ہونا اُس فرد کا ذاتی عیب نہیں ہے۔اس بنا پر نہ اُسے حقیر سمجھنا چاہیے اور نہ اُسے ملامت کرنا چاہیے، کیونکہ ملامت کا جواز اس ناروا فعل پر ہوتا ہے کہ جس کا ارتکاب کوئی اپنے اختیار سے کرے اور جسے ترک کرنے پر اُسے پوری قدرت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ کسی متنفّس کو اُس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، اُس کے لیے اپنے کیے ہوئے ہر (نیک) عمل کی جزا ہے اور ہر (بُرے) عمل کی سزا ہے، (البقرہ ۲:۲۹۶)''۔ لیکن جیسا کہ سطورِ بالا میں بیان کیا گیا ہے، آج مغرب میں 'ماورائے صنف' (Transgender) اپنی مرضی سے جنس تبدیل کرتے ہیں۔ جس جنس پر اُن کی تخلیق ہوئی ہے، مصنوعی طریقوں سے اُسے بدل دیتے ہیں۔

قومِ لوط کے بارے میں فرمایا: ''اور لوط کو یاد کرو جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے نہیں کی تھی، بے شک تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس نفسانی خواہش کے لیے آتے ہو، بلکہ تم (حیوانوں) کی حد سے (بھی) تجاوز کرنے والے ہو'' (الاعراف ۷:۸۰-۸۱)۔ پھر فرمایا: (۱) ''اور ہم نے اُن پر پتھر برسائے، سو دیکھو مجرموں کا کیسا انجام ہوا'' (الاعراف ۷:۸۴)''۔ (۲) ''پس جب ہمارا عذاب آپہنچا تو ہم نے اس بستی کا اوپر والا حصّہ نیچے والا بنا دیا اور ہم نے ان کے اوپر لگاتار پتھر کے کنکر برسائے جو آپ کے ربّ کی طرف سے (اپنے ہدف کے لیے) نشان زَدہ تھے اور یہ سزا ظالموں سے کچھ دور نہ تھی'' (ہود ۱۱:۸۲-۸۳)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''مجھے اپنی امت کی بربادی کا جس چیز سے زیادہ خوف ہے، وہ قومِ لوط کا عمل ہے''۔(سنن ترمذی:۱۴۵۷)

اس لیے پُرجوش مفتیانِ کرام کو چاہیے کہ کسی جدید مسئلے پر فتویٰ جاری کرنے سے پہلے اس کے نتائج، اثرات اور بنیادوں پر ضرور غور فرمائیں یا اپنے اکابر سے مشاورت کرلیا کریں۔ جن باتوں کے فروغ کے پسِ پردہ این جی اوز کارفرما ہوں اور وہ اتنی مؤثر ہوں کہ ارکانِ پارلیمنٹ کے تساہُل اور شہرت پسندی کے سبب پارلیمنٹ کو بھی اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرسکتی ہوں، تو یقیناً اُن کے

پیچھے عالمی ایجنڈا اور دُوررس و دیرپا مقاصد ہوتے ہیں۔ پھر وہ معاملات کی تشریح اپنے مقاصد کے تحت کرتے ہیں اور ایسا کرتے وقت کسی قسم کی لفظی ہیرپھیر سے گریز نہیں کرتے۔ اسی لیے جب ایک لفظ یا اصطلاح، متعدد یا متضاد معانی کی حامل ہو تو اس کے بارے میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

سینیٹ نے 'ماورائے صنف' (ٹرانس جینڈر) کے حقوق کے بارے میں بل پاس کیا۔ پھر مئی ۲۰۱۸ء میں اسے قومی اسمبلی نے منظور کر کے صدرِ پاکستان ممنون حسین صاحب کو بھیج دیا، جنھوں نے ۱۸ مئی ۲۰۱۸ء کو دستخط کر کے ایکٹ (قانون) بنا دیا۔ مغرب میں ایل جی بی ٹی گروپ اس قانون کو اپنے من پسند موقف کی تائید میں استعمال کر رہا ہے۔

'تحفظِ حقوقِ ماورائے صنف قانون' میں شرارت موجود ہے۔ دفعہ ۳ میں کہا گیا ہے: ''(۱) ایک 'ماورائے صنف ہستی' کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اُسے اس کے اپنے خیال یا گمان یا زعم (Self Perceived) کے مطابق خواجہ سرا تسلیم کیا جائے''۔ یعنی اس سے قطع نظر کہ وہ پیدایشی طور پر مردانہ خصوصیات کا حامل تھا یا زنانہ علامات کا؟ وہ اپنے بارے میں جیسا گمان کرے یا وہ جیسا بننا چاہے، اس کے اس دعوے کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ پھر ذیلی سیکشن ۲ میں کہا گیا ہے کہ 'نادرا' [قومی رجسٹریشن اتھارٹی] سمیت تمام سرکاری محکموں کو ''اس کے اپنے دعوے کے مطابق اُسے مرد یا عورت تسلیم کرنا ہوگا، اور اپنی طے کردہ جنس کے مطابق اُسے 'نادرا' سے قومی شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس، چلڈرن رجسٹریشن سرٹیفکیٹ وغیرہ کے حصول میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی''۔ اس دفعہ کے سقم کو دُور کرنے کے لیے کسی کی غیر واضح صنف کے تعین کو باقاعدہ طبی معائنے سے مشروط کر کے ہی شناختی کارڈ کا اجرا ہونا چاہیے۔

اس قانون کی یہ شق مغرب میں 'ایل جی بی ٹی گروپ' کے مقاصد کی تکمیل کا سبب بنتی ہے۔ 'تحفظِ حقوقِ ماورا صنف قانون' کے نام پر یہی وہ کھڑکی ہے، جہاں سے نقب لگائی جاسکتی ہے۔ ہمیں غالب یقین ہے کہ جن سینیٹروں نے یہ بل سینیٹ میں پیش کیا تھا، انھیں بھی اس کے نتائج اور بنیادوں میں نصب بارود (Dynamite) کا علم نہیں ہوگا۔ 'عالمِ غیب' سے ان کے ہاتھ میں ایک چیز تھما دی گئی اور انھوں نے سینیٹ میں قانون سازی کے لیے تحریک پیش کر دی۔

اصولی طور پر تو کسی شخص کی پیدایش کے وقت جنسی اعتبار سے جو علامات ظاہر ہوں، انھی

کے مطابق ان کا جنسی تشخص مقرر کیا جانا چاہیے،لیکن اگر کسی کا دعویٰ ہو کہ بعد میں فطری ارتقا کے طور پر کسی کی جنس میں تغیر آ گیا ہے،تو اس کا فیصلہ طبی معائنے سے ہونا چاہیے، نہ کہ اسے کسی شخص کے ذاتی خیال یا گمان یا خواہش پر چھوڑ دیا جائے۔ جیسا کہ اس قانون میں کہا گیا ہے اور یہی عالمی سطح پر 'ایل جی بی ٹی گروپ' کا ایجنڈا ہے اور اسے مغرب میں پذیرائی مل رہی ہے۔

اسلامی تعلیمات، ہماری تہذیبی روایات اور معاشرتی اقدار میں بھی اس کی گنجایش نہیں ہے۔ اس لیے پُرامن طریقے سے ان چیزوں کے بارے میں معاشرے کو بیدار کرنا اور انھیں روکنا ہر مسلمان اور پاکستانی کی ذمے داری ہے، خاص طور پر ارکانِ پارلیمنٹ پر اس کی بھاری ذمے داری عائد ہوتی ہے۔لیکن المیہ یہ ہے کہ بیش تر ارکانِ پارلیمنٹ اپنی پارٹی کی ہدایات کے پابند ہوتے ہیں اور یا پھر وہ قانونی مسوّدوں کے اسرار ورُموز کو جاننے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے۔اسی لیے پارلیمانی کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں، تاکہ ہر مسوّدۂ قانون کا گہرا جائزہ لیا جائے۔ ماضی، حال اور مستقبل کے حوالے سے زیر بحث قانون کے اثرات کے بارے میں تحقیق کی جائے اور اگر کوئی مسودۂ قانون فنی امور سے متعلق ہے، تو اس شعبے میں خصوصی مہارت رکھنے والوں کو بلا کر پارلیمنٹ کی کمیٹی رہنمائی حاصل کرے۔

اس قانون میں ایک اور تضاد یہ بھی ہے کہ دفعہ ۴ ذیلی دفعہ 'ک' میں کہا گیا ہے: ''ہر طرح کے سامان، رہایش گاہ، خدمات، سہولتوں، فوائد، استحقاق یا مواقع جو عام پبلک کے لیے وقف ہوتے ہیں یا رواجی طور پر عوام کو دستیاب ہوتے ہیں، 'ماوراے صنف' کے لیے اُن سے استفادے یا راحت حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی''، جب کہ دفعہ ۶ کی ذیلی دفعہ 'ک' میں کہا گیا ہے: ''ماوراے صنف' کے لیے خصوصی جیل خانے، حفاظتی تحویل میں لیے جانے کے مقامات وغیرہ الگ بنائے جائیں''۔ آپ نے غور فرمایا: جیل خانے یا Confinement Cells (حفاظتی حراستی مراکز) تو خواجہ سراؤں کے لیے الگ ہونے چاہییں، لیکن عام پبلک مقامات تک اُن کی رسائی کسی رکاوٹ کے بغیر ہونی چاہیے، مثلاً: کوئی مردانہ خصوصیات کا حامل خواجہ سرا ہے تو وہ بلاتردد زنانہ بیت الخلا اور غسل خانے میں بھی جا سکتا ہے، وغیرہ۔ الغرض، ایک طرف مرد وزن کی تمیز کے بغیر عوامی مقامات پر کسی رکاوٹ کے بغیر رسائی کا مطالبہ ہے اور دوسری طرف خصوصی جیل اور حفاظت خانوں کا مطالبہ ہے۔

یہ ایسا ہی ہے کہ پاکستان میں اگر کوئی مسلمان لڑکی اپنے آشنا کے ساتھ چلی جاتی ہے اور

اس کے سرپرست رسائی اور تحویل میں لینے کے لیے عدالت سے رجوع کرتے ہیں، تو عدالت اُسے 'دارالامان' بھیج دیتی ہے۔لیکن اس کے برعکس اسلام آباد ہائی کورٹ نے دو نومسلم ہندو لڑکیوں کو اُن کے ہندو ماں باپ کی تحویل میں دیا، ایسے اذیت ناک ریاستی تضادات ناقابلِ فہم ہیں۔

'ماورائے صنف' کے لیے وراثت میں حصّے کی مناسبت سے قانون کی دفعہ ۷ کی ذیلی دفعہ ۳ میں کہا گیا ہے (الف): ''۱۸ سال کی عمر کو پہنچنے پر وراثت میں مرد خواجہ سرا کے لیے مرد کے برابر حصّہ ہوگا''، (ب) میں کہا گیا ہے: ''زنانہ خواجہ سرا کے لیے عورت کے برابر حصّہ ہوگا''، (ج) میں کہا گیا ہے: ''وہ خواجہ سرا جو مذکر اور مونث دونوں خصوصیات کا حامل ہو یا اس کی جنس واضح نہ ہو، تو اُسے مرد اور عورت دونوں کی اوسط کے برابر حصّہ ملے گا، (د) میں کہا گیا ہے: ۱۸ سال سے کم عمر ہونے کی صورت میں اس کی جنس کا تعیُّن میڈیکل افسر طے کرے گا۔

اسلام میں ۱۸ سال یا اس سے زیادہ عمر یا کم از کم عمر کے وارث کا وراثت میں حصّہ ایک ہی ہے۔اس میں عمر کے لحاظ سے کوئی تفاوت نہیں ہے، یہاں تک کہ اگر مُورِث کی وفات کے وقت کسی وارث کی عمر ایک دن یا چند دن تھی، تو وہ بھی اپنی صِنف کے اعتبار سے برابر کا حصّے دار ہوگا۔ نیز صنف کا تعیُّن پیدایش کے وقت سے ہی ہوجاتا ہے، اس کا تعلق کسی کے ''اپنے گمان و خیال یا خواہش'' سے نہیں ہے اور اگر اس بارے میں کوئی ابہام ہے اور طبی معائنے سے طے کرنا ہے، تو بھی اس میں اٹھارہ سال یا اس سے کم عمر میں کوئی تفریق روا نہیں رکھی جاسکتی۔یعنی کسی فرد کی اپنی خواہش اور تصور (Self Perception) پر جنس کے تعیُّن کے معنی یہ ہیں کہ وہ عورت ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مرد قرار دے ڈالے، تو اس کا حصّہ عورت کے مقابلے میں دگنا ہوجائے گا، شریعت میں اس کی گنجایش نہیں ہے۔اس لیے شریعت کی رُو سے اس قانون میں یہ بہت بڑا تضاد اور بنیادی ابہام ہے۔

یونی ورسٹی آف کیلے فورنیا، لاس اینجلس کے ولیمز انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ ہے: ''۷ لاکھ امریکی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی جنس وہ نہیں ہے، جو ان کی پیدایش کے وقت تھی، سو وہ اسے تبدیل کرانا چاہتے ہیں''۔مگر ۲۰۱۵ء کی رپورٹ کے مطابق شاید سمجھنے والے لوگوں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو 'ٹرانس جینڈر' یا 'ماورائے صنف' کہا جاتا ہے۔ اس نفسیاتی مسئلے کو آج کل کے ماہرینِ نفسیات Gender Dysphoria (جنسی احساسِ ملامت) کہتے ہیں۔

'جنسی احساسِ ملامت' کا مطلب یہ ہے: ''ایک شخص پیدایشی طور پر جس جنسی ساخت پر پیدا ہوا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کے جنسی تشخص سے مطابقت نہیں رکھتی۔ جو لوگ اس نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہیں، وہ ایک خاص قسم کے 'ٹرانس جینڈر' ہیں۔ 'جنسی احساسِ ملامت' کے نہ صرف نفسیاتی اسباب ہوتے ہیں، بلکہ حیاتیاتی (بیالوجیکل) اسباب بھی ہوتے ہیں۔ جنس تبدیل کروانے کا عمل ایک پیچیدہ مشق ہے، مگر ایک دعوے کے مطابق اس احساس کے متاثرین میں سے تقریباً ۵۰ فی صد لوگ جنس تبدیل کروانے کے مختلف مراحل سے گزرتے ہیں۔ اس عمل کو تغییرِ خَلقُ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو تبدیل کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے، جو قرآنِ کریم کی رُو سے شیطانی عمل ہے۔

ہم ایک بار پھر یاددہانی کرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ احادیثِ مبارکہ میں نسوانی وضع اختیار کرنے والے مردوں اور مردانہ وضع اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے:

- ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی وضع اختیار کرتے ہیں اور اُن عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی وضع اختیار کرتے ہیں اور فرمایا: انھیں اپنے گھروں سے نکال دو۔ انھوں نے کہا: حضرت عمر نے بھی ایسے ایک شخص کو گھر سے نکال دیا'' (بخاری: ۵۸۸۶)۔ - ''اللہ تعالیٰ نے زنانہ صورت اختیار کرنے والے مردوں اور مردانہ صورت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے''۔ (مسند احمد: ۳۱۵۱)۔
- ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مُخَنَّث لایا گیا جس کے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگی ہوئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' عرض کیا گیا: ''یہ عورتوں سے مشابہت کرتا ہے''۔ آپ نے اُسے مدینہ منورہ سے نکالنے کا حکم دیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا: ''یارسولؐ اللہ! ہم اسے قتل نہ کردیں؟'' آپؐ نے فرمایا: مجھے مسلمانوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے'' (سنن ابوداؤد: ۴۹۲۸)۔ - حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''ایک خواجہ سرا حضور کے گھر آیا کرتا تھا۔ ایک بار آپؐ نے اُسے ایک عورت کی جسمانی ساخت پر گفتگو کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: اسے گھروں سے نکال دو'' (ابوداؤد: ۴۹۲۹)۔
- ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنانہ لباس پہننے والے مردوں پر اور مردانہ لباس پہننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے''۔ (سنن ابوداؤد: ۴۰۹۸)